نے ریاضی سے حساب لگاکر رویت ہلال کو پیشگی متعین کرنے یا ہوائی جہاز پر سوار ہو کر بادلوں سے اوپر جاکر چاند دیکھنے سے اختلاف کیا۔ سید صاحب کی یہ رائے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے ایک معمانبی ہوئی ہے۔ آپ کی رائے کیا ہے؟

(۲) ایسا ہی ایک مسئلہ لاؤڈ سپیکر کے ساتھ امامتِ نماز کرانے کا ہے۔ علماء زیادہ سے زیادہ اذان میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال گوارا کرتے ہیں۔ لیکن نماز میں وہ اسے جائز قرار نہیں دیتے۔ حالانکہ لاؤڈ سپیکر خود امام ہی کی آواز کو منتقل کرتا ہے۔ اور اس کے ذریعے نماز کے نظم کو زیادہ اچھی طرح برقرار رکھا جاسکتا ہے۔

جواب:-

آپ کے سوال کے پہلے جزء کا جواب یہ ہے کہ رویت ہلال کے بارے میں دونوں ہی مسلک پائے جاتے ہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک ایک ملک میں تقاریب کا ایک ہی وقت میں ہونا اہمیت رکھتا ہے۔ اور وہ سائنس کے آلات اور علم الافلاک کے حسابات کی رو سے رویت ہلال کے وقت اور ان کا قطعی تعین کرنے کو مناسب سمجھتے ہیں لیکن دوسری طرف کثرت سے رائیں اس مسلک کے حق میں ہیں کہ رویتِ ہلال کے بارے میں فطری ذرائع پر انحصار کرنا چاہیئے۔ اور یہ کہ تقاریب کا ایک بڑے ملک میں ایک ہی وقت میں ہونا نہ ضروری ہے نہ صحیح۔

ہماری رائے میں نصوص کی رُو سے دوسرا مسلک ہی قابلِ ترجیح ہے۔ شریعت نے لوگوں کو اس کا مکلف نہیں کیا ہے۔ کہ وہ ہزاروں فٹ کی بلندی پر جاکر چاند دیکھیں۔ بلکہ انہیں یہ سیدھا سادہ فطری طریق بتایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھ لو اور چاند دیکھو تو عید کرلو۔

احادیث کی رو سے کسی بڑے ملک یا برعظیم یا پوری دنیا میں بیک وقت رمضان یا عید کے وقوع کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ بلکہ الٹا فلکیات کا علم بتاتا ہے کہ رویت ہلال کا ہر جگہ ایک ہی دن ہونا ضروری نہیں اختلافِ مطالع کی اہمیت کے پیشِ نظر کسی مقام کی رویت ہلال کو دور دراز کے علاقوں کے لئے حجت نہیں تسلیم کیا جاسکتا۔ جب چاند کا وقوع مختلف علاقوں میں مختلف اوقات میں ہوتا ہے۔ تو پھر ایک مقام کی رویت ہلال کو دوسرے مقامات کے لئے کیسے واجب القبول قرار دیا جاسکتا ہے۔ شریعت میں ایک شہر اور اس کے مضافات کی رویت ہلال

اس شہر کے لئے وہیں ہو سکتی ہے اس طرح کے ہر یونٹ میں رمضان اور عیدوں کا وقوع بیک وقت ہونا چاہیئے
سوال کے دوسرے جز کے جواب میں واضح ہو۔ کہ ہم اپنے علم کی حد تک لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو نماز کے دوران میں جائز سمجھتے ہیں۔ اس مسئلہ پر بہت تفصیلی بحث ترجمان القرآن (غالباً ۱۳۶۰ھ کے فائل) میں پیش کی جا چکی ہے۔ لاؤڈ سپیکر امام نمازہی کی آواز کو بلند کر کے نمازیوں تک پہنچاتا ہے۔ اور اشخاص کو مکبّر بنانے کے مقابلے میں یہ تکبیراتِ صلوٰۃ کو زیادہ صحت کے ساتھ اور زیادہ بروقت بلند کرتا ہے۔ آخر اللہ کے پیدا کردہ آلات و ذرائع سے خود اللہ ہی کا نام بلند کرنے کا کام لینا جائز نہ ہوا تو کیا پھر انہیں شیطان کا حکم بلند کرنے کے لئے مخصوص ہونا چاہیئے؟

سوال:۔

آپ کے حسب ارشاد اسلام کے برسرِاقتدار آنے پر ہر فرقے کے لوگوں کو ان کے عقائد کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت ہوگی۔ اب اگر ایک فرقہ کا طرز عبادت دوسرے کو ناگوار گزرے تو کیا حکومت وقت (اسلامی) اس کا تدارک کرے گی؟۔ یا لوگ اپنے اپنے گھروں ہی میں عمل پیرا ہوں گے؛ مثلاً شیعہ حضرات کا تعزیہ اور گھوڑا اور ماتمی جلوس وغیرہ، دوسرے اہل اسلام کو ناگوار ہے تو کیا شیعہ اصحاب علانیہ برسرِعام ایسا کر سکیں گے۔ بعض شیعہ حضرات اسلامی نظام سے صرف اسی وجہ سے خائف ہیں۔

نیز کیا شیعہ حضرات رمضان میں دن کے وقت سینہ کوبی کرتے ہوئے سوڈے کی بوتلیں اور لسی کے گلاس چڑھاتے ہوئے بازاروں سے گزر سکیں گے۔ حکومت کا رویہ کیا ہوگا؟

جواب:۔

اسلامی حکومت کے بارے میں کوئی اصولی بات دریافت کی جائے تو وہ تو بیان کی جا سکتی ہے لیکن ہمارے دائرہ عمل سے یہ خارج ہے کہ ہم مختلف فرقوں کے بارے میں اسلامی حکومت کے طرز عمل کی پیشین گوئیاں کریں۔ جو کام مستقبل کی اسلامی حکومت کی پارلیمنٹ یا اس کی عدالتوں یا اس کے محکمۂ احتساب ہی کو کرنا ہے۔ اسے آخر آج ہم لوگ کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ کوئی معقول روش نہیں ہو سکتی کہ اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جو

لوگ جدوجہد کر رہے ہوں وہ اُٹھا کے بعض افراد یا بعض فرقوں کی پیشانی پر ان کے مستقبل کے بارے میں مہریں لگانا شروع کر دیں۔ کہ ان سے کل یہ سلوک کیا جائیگا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کل کی اسلامی حکومت کے ظہور پذیر ہونے پر کونسا فرقہ کیا پوزیشن اختیار کرے گا۔ اور حالات میں کیا کیا تبدیلیاں آچکی ہوں گی۔ پھر آخر پیشگی فتوے لگانے اور قانونی فیصلے کرنے سے بجز اس کے اور کچھ حاصل ہو بھی سکتا ہے کہ مختلف فرقوں میں فرقہ واریت کی حس کو اکسایا جائے۔ اور ایک دوسرے کے لئے دلوں کے دروازے بند کرائے جائیں۔ یہ خوب سمجھ لیجئے کہ ہمارا موقف داعی کا ہے جج اور کوتوال کا نہیں۔ ہم دلوں کے بند دروازوں کو کھولنے اور ان پر سے فرقہ وارانہ عصبیتوں کے تالے کھولنے اٹھے ہیں، نہ کہ انہیں اور مضبوط کرنے کے لئے!

اصولاً جو باتیں کہی جاسکتی ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) اسلامی نظام حکومت میں مذہبی گروہوں کی نوعیتیں دو ہو سکتی ہیں ایک وہ گروہ جو چاہے فروعی اختلافات رکھتے ہوں (اور یہ ثابت ہے کہ خلافت راشدہ میں خوارج تک کے اختلافات کے لئے گنجائش دی گئی تھی) اپنی عبادات، تقاریب، شادی بیاہ کے تعلقات اور سیاسی معاشرتی حقوق میں مسلمانوں کی سوسائٹی سے علیحدگی نہ چاہیں۔ دوسرے وہ گروہ جو اپنے اختلافات کو اتنا اصولی سمجھیں کہ عبادات و تقاریب، مجلسی روابط اور سیاسی حقوق کے لحاظ سے علیحدگی کا مطالبہ کریں۔ ان دونوں قسم کے گروہوں کی الگ الگ حیثیتیں ہیں۔ اور اسلامی ریاست کی حدود میں دونوں کے لئے جگہ ہے۔ یہ ہر فرقے کی آزادی پر منحصر ہونا چاہیئے۔ وہ اپنے لئے کیا مقام چاہتا ہے۔

(۲) ایسے مظاہرات جن سے اسلامی ریاست کے بنیادی اصولوں کی تردید یا تحقیر ہوتی ہو، اسلام کی اخلاقی سطح سے گرے ہوئے ہوں۔ عامۃ المسلمین یا کسی دوسرے فرقے کی دلآزاری کرنے والے ہوں یا جن سے کسی طرح کی فتنہ انگیزی مطلوب ہو۔ ان کی روک تھام کے لئے ملک کی پارلیمنٹ (مجلس شوریٰ) کو بہر حال اسلام کے بنیادی قوانین کی روشنی میں کچھ قواعد و ضوابط بنانے ہوں گے۔ لیکن ان کے ماسوا اگر بر سر عام کسی طرح کے مذہبی یا سیاسی مظاہرات کئے جائیں تو ان سے نہ کسی مسلم گروہ کو روکا جاسکتا ہے نہ غیر مسلم کو۔

(۳) ہر وہ فرد جو اپنے آپ کو ریاست کے مسلمان شہریوں میں شامل کرے، رمضان کے کم از کم ظاہری

احترام کا اخلاقاً اور قانوناً دونوں طرح پابند ہوگا۔ دشمنی اگر کچھ ہو سکتی ہے، تو صرف ان لوگوں کے لیے جو اپنے آپ کو غیر مسلم شہریوں کی حیثیت میں رکھنا چاہیں۔

خریداران ترجمان القرآن سے

التماس

۱:۔ چندہ کے منی آرڈر کوپن پر اپنا پورا پتہ صاف خوشخط لکھئے (خصوصاً ڈاکخانہ اور ضلع کا نام انگریزی کے بڑے حروف میں درج کیجئے) سابق نمبر خریداری بھی

۲:۔ تبدیلی پتہ کی فرمائش مہینہ کی ۱۵ تاریخ تک دفتر کو پہنچ جانی چاہیئے جس میں پہلا اور نیا تبدیل شدہ پتہ دونوں نمبر خریداری کے حوالہ کے ساتھ درج ہوں

۳:۔ اجرائے رسالے کے لئے پیشگی چندہ بھیجئے یا وی۔ پی کی اجازت دیجئے۔ قرض یا وعدہ پر رسالہ جاری نہیں کیا جاتا۔

اگر خدانخواستہ آپ ان گذارشات کو نظر انداز کریں گے تو دفتر کی مجبوراً کوتاہیوں کی ذمہ داری آپ پر ہوگی

"مینجر"

کارروائی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی پاکستان

منعقدہ ۱۱ تا ۱۴ جون بمقام مرکز جماعت اسلامی اچھرہ لاہور

مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی، مولانا امین احسن صاحب اصلاحی اور میاں طفیل محمد صاحب بیس ماہ کی نظر بندی کے بعد ۲۸ رمئی ۵۰ء کو نیو سنٹرل جیل ملتان سے رہا ہو کر اگلے روز صبح لاہور پہنچے۔ ان کی رہائی سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کرنے اور جماعت کے لئے آئندہ پروگرام کے تصفیہ کے لئے امیر جماعت نے مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کیا۔ اور اس میں مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی، مولانا امین احسن صاحب اصلاحی اور میاں طفیل محمد صاحب کو بطور خاص شرکت کی دعوت دی۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ۱۱ سے ۱۴ جون تک جاری رہا۔ اور اس اجلاس میں حسب ذیل ارکان شوریٰ شامل ہوئے۔

(۱) مولانا مسعود عالم صاحب ندوی (امیر جماعت)	(۲) جناب محمد عبدالجبار غازی صاحب
(۳) ملک غلام علی صاحب (قیم جماعت)	(۴) جناب ابوالسلام نعیم صدیقی صاحب
(۵) مولانا عبدالغفار حسن صاحب	(۶) ملک نصر اللہ خاں صاحب عزیز
(۷) چوہدری علی احمد خاں صاحب (گوجرانوالہ)	(۸) چوہدری محمد اکبر صاحب (سیالکوٹ)
(۹) مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب (لائل پور)	(۱۰) مولانا صدر الدین صاحب (راولپنڈی)
(۱۱) جناب فضل معبود صاحب (پشاور)	(۱۲) خان سردار علی خان صاحب (سرحد)
(۱۳) جناب محمد باقر خان صاحب (ملتان)	(۱۴) جناب خان محمد صاحب ربانی (ملتان)
(۱۵) سید امیر الدین صاحب (رحیم یار خان)	(۱۶) مولانا عبدالحق صاحب (جاچڑان)

(۱۷) چوہدری نذیر احمد صاحب (جہانیہ)، (۱۸) جناب سلطان احمد صاحب (کراچی) (۱۹) چوہدری غلام محمد صاحب (سندھ)